شرکت کانگریس کے متعلق

جمیعتہ العُلماء کا فیصلہ

"جمیعتہ العلماء" کے نام سے چند مولویوں نے جو انجمن بنا رکھی ہے۔ اس نے اگرچہ پہلے بھی بارہا عدم واقفیت یا ذاتی کشمکش کی ضد میں آکر کئی اس قسم کے فیصلے کئے جو تدبر اور دانش سے یکسر خالی تھے۔ اور جن سے سوائے نقصان کے کسی قسم کا فائدہ مرتب نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن حال کے اجلاس منعقدہ امروہہ میں اس نے جو فیصلہ کیا ہے۔ وہ کیا بلحاظ مضرات اور کیا بلحاظ عقل و فکر سے دور ہونے کے تمام سابقہ فیصلوں سے سبقت لے گیا ہے:۔

جمعیتہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ گورنمنٹ کے خلاف کانگریس کی موجودہ شورش میں مسلمانوں کا شریک ہونا نہ صرف ضروری ہے۔ بلکہ مذہباً ان کا فرض ہے۔ اور سب مسلمانوں کو قانون شکنی اور دیگر خلاف قانون افعال میں پورا پورا حصہ لینا چاہیئے۔ اول تو ایسی صورت میں جبکہ اسی مقام پر اور انہی ایام میں علماء کی ایک اور "جمیعتہ" بڑے زور شور سے اپنا جلسہ منعقد کر کے ثابت کر رہی تھی کہ "جمیعتہ العلماء" مسلمانان ہند کی نمائندہ جماعت نہیں۔ بلکہ ایک محدود اور قلیل طبقہ اور ایسے طبقہ کی جمیعتہ ہے۔ جو ہندوؤں کے ہاتھ بک چکا۔ اور مسلمانوں کے حقوق اور مقاصد کو ہندوؤں کی رضامندی اور خوشنودی پر قربان کر چکا ہے۔ تو اسے اس قسم کے فیصلہ کی جرأت ہی نہیں کرنا چاہیئے تھی۔ لیکن اگر جمعیتہ اپنا فیصلہ نافذ کرنے سے کسی صورت میں بھی نہیں رُک سکتی تھی۔ تو اسے لوگوں کے سامنے اپنی رائے پیش کر دینی چاہیئے تھی۔ نہ کہ کانگریس کی اندھا دھند اور تباہ کن تقلید کو مذہبی لحاظ سے ضروری قرار دینا چاہیئے تھا۔ "جمیعتہ" نے کانگریس کی ناروا اور نقصان رساں سرگرمیوں میں مسلمانوں کی شرکت کا فیصلہ کرتے ہوئے نہ صرف سیاسی اور ملکی لحاظ سے اپنی بے حد کوتہ اندیشی کا ثبوت دیا ہے۔ بلکہ اسلام کو بھی بٹہ لگایا ہے۔ اگر اسلام یہی رہ گیا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کو اپنے مذہبی اور ملکی حقوق کی حفاظت اور ان کے حصول کا کوئی طریق بتانے کی بجائے یہ حکم دیتا ہے کہ ہر آندھی اور بگولے کے ساتھ اڑتے پھرو۔ اور جس طرف کوئی بلائے۔ ادھر ہی آنکھیں بند کر کے دوڑ پڑو۔ تو خدارا غور کیجئے۔ ایسے اسلام کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ اور جو لوگ۔ اس رنگ میں اسلام کو پیش کر رہے ہیں۔ انہیں کون اسلام کے مخلص قرار دے سکتا ہے:۔

کانگریس جس راستہ پر چل رہی ہے۔ اور ملک کو جس راہ پر چلانے کی جدوجہد کر رہی ہے۔ اسے اگر کامیابی کا راستہ بھی فرض کر لیا جائے۔ تو بھی اس سے محض ہندوؤں کو کامیابی حاصل ہو گی۔ مسلمانوں کے لئے اس لحاظ سے بھی مصائب اور آلام کا کوہ گراں کھڑا ہے۔ جو کانگریس اس وقت جبکہ اسے مسلمانوں کی امداد کی بے حد ضرورت ہے زبانی طور پر ان کے حقوق کا اعتراف کرنے کے لئے بھی تیار نہیں۔ اس سے یہ توقع رکھنا کہ انگریزوں کی سی طاقتور اور ساز و سامان سے لیس قوم پر غالب آجانے کے بعد بے کس اور بے بس مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق دے گی سخت نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔ لیکن جمیعتہ العلماء والے اتنی سی بات پر بھولے نہیں سماتے:۔ کہ

"کانگریس نے یہ تجویز منظور کی ہے۔ کہ کوئی دستور اس وقت تک کانگریس کے لئے قابل قبول نہ ہوگا جب تک کہ وہ دستور تمام متعلقہ اقلیتوں کو مطمئن نہ کرتا ہو"

اور محض ان نہایت ہی مبہم اور ناقابل اعتماد الفاظ کو اساس قرار دیکر یہ فیصلہ نافذ کر رہے ہیں۔

"لہذا جمیعتہ العلماء ہند کا یہ اجلاس خیال کرتا ہے۔ کہ بحالات موجودہ کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ مسلمان اپنے آپ کو کانگریس سے علیحدہ رکھیں"

حالانکہ ہر سمجھدار انسان سمجھ سکتا ہے کہ جن الفاظ کے رُو سے جمیعتہ والوں کو مسلمانوں کے کانگریس سے علیحدہ رہنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ وہی پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو کانگریس کی موجودہ سرگرمیوں کے قریب بھی نہ جانا چاہیئے۔ کانگریس کے اس وعدہ کی بنیاد "تمام متعلقہ اقلیتوں کو مطمئن کرنے" پر ہے۔ اور اگر کانگریس والے اپنے اس وعدہ پر قائم بھی رہیں۔ تو بھی جہاں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ وہاں ان کے مطالبہ کو منظور کرتے ہوئے بھی اکثریت ہندوؤں کو ہی حاصل رہے گی۔ لیکن جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں وہاں کی اقلیتوں کا اطمینان اسی طرح ہوگا۔ کہ ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کو اقلیت بنا دیا جائے گا گویا ہر صوبہ میں مسلمانوں پر غیر مسلم مسلط ہو جائیں گے۔

پس مسلمانان ہند کے لئے اس وعدہ میں قطعاً کسی خوشگوار امید کی جھلک تک نہیں۔ بلکہ بربادی کے سامان ہیں۔ اور جمیعتہ والے اگر اس کی بنا پر مسلمانوں کو کانگریس کی موجودہ نقصان رساں جدوجہد میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ تباہی کی غار میں انہیں دھکیل رہے ہیں:۔

موجودہ شور و شر کے دو ہی نتیجے نکل سکتے ہیں۔ یا تو کانگریس کامیاب ہو جائے۔ اور ہندوستان پر اپنا تسلط جما لے۔ اس صورت میں بھی مسلمانوں کو سوائے ذلت اور بربادی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور اگر کانگریس ناکام رہی۔ تو بھی زیادہ تر نقصان مسلمانوں کو ہی پہنچے گا۔ ہندو صدیوں کے

تجربہ کے بعد اس قدر لچکدار واقع ہوئے ہیں۔ کہ انہیں اپنے آپ کو حالات کے مطابق بنانے میں ذرا بھی دقت پیش نہیں آتی۔ لیکن مسلمانوں میں یہ قابلیت نہیں۔ اس لئے نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ نقصان اٹھانے اور ہلاک ہونے میں مسلمان پیش پیش ہوتے ہیں۔ اور فائدہ اٹھانے میں ہندو۔

پس بحالات موجودہ جمعیۃ والوں کا فیصلہ نہایت ہی خطرناک اور تباہ کن ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ اسے کچھ بھی وقعت نہ دیں۔ اور کانگریس کی امن شکن اور برباد کن سرگرمیوں سے قطعاً علیحدہ رہیں۔ اس لئے نہیں۔ کہ وہ ملک کی آزادی کے خواہاں نہیں۔ اس لئے نہیں۔ کہ ملک کی آزادی کے لئے قربانیاں نہیں کرنا چاہتے۔ اور اس لئے بھی نہیں۔ کہ وہ ہندوؤں کی نسبت آزادی کے کم متمنی ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ کانگریس نے جو طریق عمل اختیار کیا ہے۔ وہ درست نہیں۔ وہ کامیابی کی منزل تک پہونچانے والا نہیں۔ اس سے سوائے بربادی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور خاص کر مسلمانوں کے لئے اس میں بربادی ہی بربادی ہے۔

پریس آرڈیننس کے متعلق حکومت ہند کا اعلان

پریس آرڈیننس کے معاً بعد بعض مقامات پر جس سختی کے ساتھ اس کا نفاذ کیا گیا تھا۔ اس سے جائز طور پر یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر ہر جگہ یہی طریق اختیار کیا گیا۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تمام اخبارات بند ہو جائیں گے۔ اور موجودہ نازک حالات میں ملک ہر قسم کی افواہوں کا آماجگاہ بن جائے گا۔ اور یہ صورت امن عامہ کے لئے سخت نقصان رساں ہوگی۔

ہم نے ایک گذشتہ نوٹ میں اس خطرہ کا اظہار کیا تھا۔ اور گورنمنٹ کو مشورہ دیا تھا کہ اخبارات کے متعلق اتنی سخت روش نہ اختیار کی جائے۔ گورنمنٹ ہند کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے حال ہی میں ایک اعلان شائع ہوا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ "یہ آرڈیننس اخبارات کی ان تحریروں کے لئے کارگر ہوگا جن کے ذریعہ سے خونریزی بغاوت یا تشدد اور غیر آئینی جد و جہد کے لئے مشتعل کیا جائیگا۔ یا جن کے ذریعہ سے ملک بھر میں قانون سے بے تعلقی کے جذبات کی حوصلہ افزائی کی جائے گی"۔

اس اعلان میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ "آرڈیننس خبروں کی اشاعت یا اخبارات کی جائز آزادی پر پابندی عائد کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ اس کے ذریعہ سے حکومت پر واجبی نکتہ چینی کو رد کا جائے گا"۔

باوجود اس کے ہم کہیں گے۔ کہ جہاں ضرورت سمجھی جائے۔ وہاں بھی اس آرڈیننس کو آہستگی کے ساتھ حرکت دی جائے۔ اور اخبار کی حالت کا لحاظ رکھتے ہوئے ضمانت وغیرہ کا مطالبہ ہو۔ تا یہ نہ سمجھا جائے کہ گورنمنٹ کی غرض اخبارات کا گلا گھونٹنا ہے۔

ارکان جمعیۃ العلماء کس طرف جا رہے ہیں

"جمعیۃ العلماء کے مقابلہ میں علماء کی جو انجمن قائم ہوئی ہے۔ اس نے اپنا نام "توسیع نظام علماء ہند" رکھا ہے۔ اس نے بھی اپنا جلسہ جمعیۃ کے پہلو بہ پہلو امروہہ میں ہی منعقد کیا۔ جس میں جمعیۃ والوں کی کانگرسی روش کے خلاف پوری جد و جہد سے کام لیا۔ چنانچہ نظام العلماء نے ایک قرارداد کے ذریعہ مسلمانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے جمعیۃ العلماء کے قابو یافتہ ارکان کا رویہ ملت اسلامیہ اور مسلمانان ہند کے لئے از زیادہ ضرر رسان ہو گیا ہے۔ اور وہ صاف اور صریح طور پر ایسے لوگوں کی طرف جا رہے ہیں۔ جو مسلمانوں کے حقوق و روایات کے دشمن ہیں۔ اور وہ ارکان اغیار کے ہاتھوں میں اپنے آپ کو اس طرح سپرد کر چکے ہیں۔ کہ انہوں نے مصالحت کی ساری کوششیں ٹھکرا دی ہیں"۔ (الامان ۱۱- مئی)

جمعیۃ العلماء کے متعلق یہ ان لوگوں کا بیان ہے جو عرصہ تک اس کے کارکن رہ چکے ہیں۔ اور اس کی روش سے پوری پوری واقفیت رکھتے ہیں۔ مسلمانان ہند کو اسے خاص طور پر مد نظر رکھنا چاہیئے۔

نظام العلماء کی قرارداد

"جمعیۃ العلماء نے تو ایک ریزولیوشن کے ذریعہ مسلمانوں کو کانگریس کے حوالے کر دیا۔ اور کانگریس کی موجودہ شورش میں شریک ہونا ان کے لئے مذہباً ضروری قرار دے دیا۔ لیکن بھلا ہو نظام العلماء کا۔ جس نے حسب ذیل قرارداد پاس کر کے مسلمانوں کو جمعیۃ کے پیدا کردہ خطرہ سے بچانے کی کوشش کی "موجودہ تحریک سول نافرمانی جو بغیر مفاہمت باہمی اور تصفیہ حقوق و مفاد مسلمانان ہند شروع کی گئی ہے۔ اور سلسلہ مسلم سیاسی جماعتیں جو ارباب حل و عقد پر مشتمل ہیں۔ اس کے خلاف ہیں۔ اس کے متعلق آل انڈیا توسیع نظام العلماء کا یہ اجلاس عام اعلان کرتا ہے۔ کہ مسلمان اس وقت تک اس میں کوئی حصہ نہ لیں گے۔ جب تک باعزت مصالحت ابنائے وطن مسلمانوں سے نہ کر لیں۔ اور جو لوگ اس تحریک میں مسلمانوں کو شریک کرنے کے لئے مذہبی رنگ دیکر برانگیختہ کر رہے ہیں۔ وہ شریعت کے نام سے مسلمانوں کو خطرناک غلطی میں مبتلا کر رہے ہیں"۔ (انقلاب لاہور ۸ مئی)

اگر مسلمانوں کو سیاسیات میں اپنے علماء کی راہنمائی پر ہی کاربند ہونا ہے۔ تو ہم انہیں مشورہ دینگے۔ کہ وہ نظام العلماء کی مندرجہ بالا قرارداد پر عمل کریں۔ اور اگر زیادہ اطمینان چاہتے ہیں۔ تو علماء کی دونوں پارٹیوں سے کہدیں۔ پہلے آپ لوگ خود کسی ایک پالیسی پر متحد ہو جائیں۔ اور پھر مسلمانوں کو اس کی دعوت دیں۔ یہ کیا طریق ہے۔ کہ کچھ علماء مسلمانوں کو ایک طرف کھینچتے ہیں۔ اور کچھ دوسری طرف۔ مسلمان کس کی سنیں۔ اور کس کی رد کریں۔

افسوس یہ حالت مسلمان راہنماؤں کی اس وقت ہو رہی ہے۔ جب مسلمان ملکی معاملات میں راہنمائی کے بے حد محتاج ہیں۔ اور جب ایک ایک قدم نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ اٹھانے کی ضرورت ہے۔

حکومت پنجاب کی دانشمندی

کئی دنوں سے یہ افواہ اڑ رہی تھی۔ کہ حکومت پنجاب لاہور کے قریباً تمام اخبارات سے کڑی ضمانتیں طلب کرنے والی ہے لیکن تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ اس بارے میں حکومت نے احتیاطی پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف اسی حد تک قدم اٹھایا ہے جس حد تک ضرورت کا تقاضا تھا۔ یعنی صرف "زمیندار" اور "گورو گھنٹال" سے اڑھائی اڑھائی ہزار کی ضمانتیں طلب کی ہیں۔ اور فی الحال یہ دونوں اخبار بند ہو چکے ہیں۔

دوسرے اخبارات پہلے ہی بہت کچھ حالات بدل چکے ہیں۔ اور اگر گورنمنٹ کے نقطہ نگاہ سے کوئی کسر باقی تھی۔ تو وہ اب دور ہو جائے گی۔ اس طرح گورنمنٹ کا مقصد بھی پورا ہو جائیگا اور حتماً اخبارات بھی جاری رہیں گے۔

پنڈت موتی لال کا پیغام جمعیۃ العلماء کے نام

"جمعیۃ العلماء" جو اس بات کو اپنا بنیادی اصل بیان کیا کرتی ہے۔ کہ کوئی ایسا شخص جو اس کے معیار کے مطابق "عالم" نہ ہو۔ وہ اس کی کسی کارروائی میں دخل نہیں دے سکتا۔ اور اسی لئے وہ اپنی ایک خاص پارٹی کے علاوہ مسلمانوں کے کسی اور فرقہ کے علماء کو دعوت دینے کے قابل نہیں سمجھتی۔ اس کی مجلس استقبالیہ نے پنڈت موتی لال نہرو صدر آل انڈیا کانگریس کمیٹی کو اپنے امروہہ کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ لیکن پنڈت جی جب گھر بیٹھے ان پتلیوں کی تاریں ہلا سکتے تھے۔ تو انہیں سفر کی صعوبت برداشت کر کے امروہہ جانے کی کیا ضرورت تھی انہوں نے وہاں سے ہی پیغام بھیجدیا۔ اور لکھدیا۔

"آزادی کامل کے جھنڈے تلے تمام قوموں کے جمع ہو جانے سے وہ تمام روکاوٹیں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ جو فرقہ وار مسائل کے قابل اطمینان تصفیہ کی راہ میں حائل ہیں"۔ (الامان ۱۱ مئی)

مطلب یہ ہے۔ کہ حضرات علماء مسلمانوں کو آنکھیں بند کر کے کانگریس کے جھنڈے تلے لے آئیں۔ اور اپنے حقوق اور مطالبات کا ذکر تک نہ کریں۔ جب آزادی کامل حاصل ہو جائے گی۔ تو بھی فرقہ وارانہ مسائل ہندو نہیں حل کریں گے۔ بلکہ وہ خود بخود حل ہو جائیں گے۔

بات تو درست ہے۔ جب مسلمانوں کی گردنوں پر غیر مسلم متسلط ہو جائیں گے۔ تو پھر ان کے حقوق کا "خود بخود" تصفیہ ہو جانے میں کیا کسر باقی رہ جائے گی۔ لیکن سوال یہ ہے۔ جمعیۃ العلماء نے صدر کانگریس کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے مسلمانوں کے حقوق جس بیدردی سے نظر انداز کئے ہیں۔ کیا مسلمان اسے برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

موجودہ سیاسی شورش میں جماعت احمدیہ کا رویہ

مومن سوائے خُدا کے کسی سے نہیں ڈرتا

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمُودہ ۹۔ مئی ۱۹۳۰ء

سُورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے پچھلے خُطبہ جمعہ میں جماعت کے احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ اس وقت ہمارے

ملک کا سیاسی مطلع

نہایت ہی تاریک ہو رہا ہے۔ اور ایک طرف اگر

حب الوطنی کے جذبات

ہندوستانیوں کو ایک جانب کھینچ رہے ہیں۔ تو دُوسری طرف

قانون کی پابندی

اور امن کا قیام جس کا حکم شریعت نے دیا ہے۔ دوسری جانب کھینچ رہے ہیں۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ

مومن کا راستہ

درمیانی ہوتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ صحیح راہ اختیار کرتا ہے۔ خواہ کوئی اس کے متعلق کچھ کہے۔ اور میں نے جماعت کو مشورہ دیا تھا۔ کہ ایک طرف تو وُہ حب الوطنی کے جذبات کو دبنے اور کمزور نہ ہونے دیں۔ اور دُوسری طرف ملک کی ترقی اور اصلاح کے لئے دُوسروں سے کم احساسات ان کے دل میں نہ ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا تھا۔ کہ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں۔ کہ کوئی اچھی بات بُرے طریق سے حاصل کرنا جائز نہیں۔ اچھے کام کے لئے اسلام اچھا طریقہ ہی اختیار کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ اسلام اس امر کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ کہ اچھے مقصد کے لئے جو ذرائع اختیار کئے جائیں۔ وُہ گندے ہوں۔ صداقت کی تلاش اور جستجو کے لئے صداقت کو کبھی بھی ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ جو ناجائز طریق کی محتاج ہو وُہ صداقت ہرگز نہیں کہلا سکتی۔ اور یا پھر اس کا محافظ و نگران صداقت سے تعلق نہیں رکھتا۔

اس خطبہ کے بعد ملک کے حالات اور بھی زیادہ تشویشناک ہو گئے ہیں۔ اور شاید کچھ عرصہ تک یہ حالت اسی طرح ترقی کرتی چلی جائے۔ اس لئے میں ایک دفعہ پھر یہ تو نہیں کہ اپنے اصلی مقصد سے ہٹ کر۔ کیونکہ جائز اور صحیح سیاست بھی اسلام کا ایک حصّہ ہی ہے۔ مگر اس

اعلیٰ فرض

کے علاوہ جو ہماری جماعت کے قیام کا اصل مقصد ہے۔ یعنی تبلیغ ان سیاسی اُمور کی طرف جماعت کی توجہ کو منعطف کراتا ہوں جو اگرچہ جائز ہیں۔ اور ان میں حصّہ لینا پسندیدہ ہے۔ مگر وُہ ایسے اعلےٰ نہیں۔ جیسے تبلیغ و اشاعت اسلام :۔

میں نے بتایا تھا۔ کہ ہمیں

کانگریس کے مقاصد

سے بھی ہمدردی ہے۔ اور گورنمنٹ کے قیام امن کی خواہش سے بھی۔ لیکن شورش کو ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس خُطبہ کے بعد ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ عدم تشدد اور non violence جس کا اظہار کانگریس کی طرف سے ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ تشدد کی صُورت اختیار کرتا جا رہا ہے اور میں تو اپنی ذات میں اس بات کا قائل ہوں۔ کہ کانگریس جس چیز کا نام عدم تشدد رکھتی ہے۔ وُہ حقیقت میں عدم تشدد نہیں۔ یہ

عدم تشدّد کا بالکل نیا رنگ

ہے۔ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ گاندھی جی نے اپنی فراست اور حکمت عملی کو کام میں لاتے ہُوئے تشدد کا نیا طریق ایجاد کر لیا ہے۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ حقیقتاً عدم تشدد ہی ہے۔ اور اب تو ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ظاہراً تشدد کو بھی روا سمجھا جانے لگا ہے۔ بعض مقامات پر کانگریسیوں کی طرف سے مجبُور کر کے اور لوٹ مار کی دھمکیاں دے کر ہڑتال کرائی گئی۔ اور جبراً لوگوں کو سفر سے روکا گیا ہے۔ اور جنہوں نے ان کی بات نہ مانی۔ انہیں مارا اور پیٹا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ لازماً گورنمنٹ کو بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ فساد ہوتے ہیں۔ گولیاں چلتی ہیں۔ اور کئی لوگ مارے جاتے اور کئی زخمی ہوتے ہیں :

ان

تکالیف کا اندازہ

قادیان میں رہنے والے نہیں کر سکتے۔ جو ان حالات میں باہر کی جماعتوں کو پیش آ رہی ہیں۔ یہاں خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمارا جتھہ اور اثر ہے۔ اور نہ صرف قادیان میں بلکہ ارد گرد کے دیہات میں بھی ہمارا رسُوخ ہے۔ لیکن باہر کے دوست اکیلے دکیلے ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے انہیں بہت مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ اور اس وجہ سے باہر کے مقامات سے کئی خطوط آ رہے ہیں۔ جن میں دوست دریافت کر رہے ہیں۔ کہ

ہمیں کیا کرنا چاہیئے

میں نے بارہا بتایا ہے۔ کہ مومن کو اپنے کاموں میں انسانوں سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ خواہ وُہ گورنمنٹ ہو۔ یا رعایا کے لوگ۔ مومن کو بہادر بننا چاہیئے۔ اور کبھی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے دباؤ اور تشدد کو ہرگز تسلیم نہیں کرنا چاہیئے۔ اسلام کی تعلیم یہی ہے۔ کہ انسانوں کے دلوں سے انسانوں کا ڈر مٹایا جائے۔ چنانچہ قرآن کریم میں واضح طور پر یہ حکم ہے۔ کہ

غیر اللہ کا خوف

دل سے نکال دیا جائے۔ سورہ بقرہ میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وایایَ فارھبون۔ کہ ان لوگوں سے کہدو۔ اور پھر کہدو۔ کہ مجھسے اور صرف مجھسے ہی ڈریں۔ تو دُوسروں کے خوف کے تمام خیالات کو دل سے مٹا دینا

اسلام کا اولین مقصد

ہے۔ حتیٰ کہ سب سے رعب والی ہستیاں جن کا خوف جائز ہو سکتا تھا یعنی انبیاء۔ ان کا خوف بھی مٹا دیا گیا۔ قرآن کریم میں بار بار رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ ان لوگوں سے کہدو۔ ھل کنت الا بشراً رسولاً۔ یعنی میں بھی تمہاری طرح کا ہی ایک بشر ہوں۔ گویا اسلام نے خدا تعالےٰ کے سوا ہر چیز کا خوف دل سے نکال دینے کا حکم دیا ہے۔ اور

شرک کے معنے

ہی دراصل یہ ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے سوا کسی کا خوف یا محبت دل میں ہو۔ ہر وُہ محبت اور خوف جو خدا کے بغیر ہے۔ وُہ شرک ہے۔ پس جو کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

موجودہ سیاسی شورش میں جماعت احمدیہ کا رویہ

مومن سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۹۔ مئی ۱۹۳۰ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں جماعت کے احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ اس وقت ہمارے

ملک کا سیاسی مطلع

نہایت ہی تاریک ہو رہا ہے۔ اور ایک طرف اگر

حب الوطنی کے جذبات

ہندوستانیوں کو ایک جانب کھینچ رہے ہیں۔ تو دوسری طرف

قانون کی پابندی

اور امن کا قیام جس کا حکم شریعت نے دیا ہے۔ دوسری جانب کھینچ رہے ہیں۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ

مومن کا راستہ

درمیانی ہوتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ صحیح راہ اختیار کرتا ہے۔ خواہ کوئی اس کے متعلق کچھ کہے۔ اور میں نے جماعت کو مشورہ دیا تھا۔ کہ ایک طرف تو وہ حب الوطنی کے جذبات کو دبنے اور کمزور نہ ہونے دیں۔ اور دوسری طرف ملک کی ترقی اور اصلاح کے لئے دوسروں سے کم احساسات ان کے دل میں نہ ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا تھا۔ کہ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں۔ کہ کوئی اچھی بات برے طریق سے حاصل کرنا جائز نہیں۔ اچھے کام کے لئے اسلام اچھا طریقہ ہی اختیار کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ اسلام اس امر کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ کہ اچھے مقصد کے لئے جو ذرائع اختیار کئے جائیں۔ وہ گندے ہوں۔ صداقت کی تلاش اور جستجو کے لئے صداقت کو کبھی بھی ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ جو ناجائز طریق کی محتاج ہو وہ صداقت ہرگز نہیں کہلا سکتی۔ اور یا پھر اس کا محافظ و نگران صداقت سے تعلق نہیں رکھتا۔

اس خطبہ کے بعد ملک کے حالات اور بھی زیادہ تشویشناک ہو گئے ہیں۔ اور شاید کچھ عرصہ تک یہ حالت اسی طرح ترقی کرتی چلی جائے۔ اس لئے میں ایک دفعہ پھر یہ تونہیں کہ اپنے اصلی مقصد سے ہٹ کر۔ کیونکہ جائز اور صحیح سیاست بھی اسلام کا ایک حصہ ہی ہے۔ مگر اس

اعلیٰ فرض

کے علاوہ جو ہماری جماعت کے قیام کا اصل مقصد ہے۔ یعنی تبلیغ ان سیاسی امور کی طرف جماعت کی توجہ کو منعطف کراتا ہوں جو اگرچہ جائز ہیں۔ اور ان میں حصہ لینا پسندیدہ ہے۔ مگر وہ ایسے اعلےٰ نہیں۔ جیسے تبلیغ و اشاعت اسلام۔

میں نے بتایا تھا کہ ہمیں

کانگریس کے مقاصد

سے بھی ہمدردی ہے۔ اور گورنمنٹ کے قیام امن کی خواہش سے بھی۔ لیکن شورش کو ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس خطبہ کے بعد ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ عدم تشدد اور non violence جس کا اظہار کانگریس کی طرف سے ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ تشدد کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے اور میں تو اپنی ذات میں اس بات کا قائل ہوں۔ کہ کانگریس جس چیز کا نام عدم تشدد رکھتی ہے۔ وہ حقیقت میں عدم تشدد نہیں۔ یہ

عدم تشدد کا بالکل نیا رنگ

ہے۔ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ گاندھی جی نے اپنی فراست اور حکمت عملی کو کام میں لاتے ہوئے تشدد کا نیا طریق ایجاد کر لیا ہے۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ حقیقتاً عدم تشدد ہی ہے۔ اور اب تو ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ظاہر اتشدد کو بھی روا سمجھا جانے لگا ہے۔ بعض مقامات پر کانگریسیوں کی طرف سے مجبور کر کے اور لوٹ مار کی دھمکیاں دے کر ہڑتال کرائی گئی۔ اور جبراً لوگوں کو سفر سے روکا گیا ہے۔ اور جنھوں نے ان کی بات نہ مانی۔ انہیں مارا اور پیٹا گیا جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ لازماً گورنمنٹ کو بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ فساد ہو رہے ہیں۔ گولیاں چلتی ہیں۔ اور کئی لوگ مارے جاتے اور کئی زخمی ہوتے ہیں۔ ان

تکالیف کا اندازہ

قادیان میں رہنے والے نہیں کر سکتے۔ جو ان حالات میں باہر کی جماعتوں کو پیش آرہی ہیں۔ یہاں خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمارا جتھہ اور اثر ہے۔ اور نہ صرف قادیان میں بلکہ ارد گرد کے دیہات میں بھی ہمارا رسوخ ہے۔ لیکن باہر کے دوست اکیلے دکیلے ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے انہیں بہت مشکلات پیش آرہی ہیں۔ اور اس وجہ سے باہر کے مقامات سے کئی خطوط آرہے ہیں۔ جن میں دوست دریافت کر رہے ہیں۔ کہ

ہمیں کیا کرنا چاہیئے

میں نے بارہا بتایا ہے۔ کہ مومن کو اپنے کاموں میں انسانوں سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ خواہ وہ گورنمنٹ ہو۔ یا رعایا کے لوگ۔ مومن کو بہادر بننا چاہیئے۔ اور کبھی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے دباؤ اور تشدد کو ہرگز تسلیم نہیں کرنا چاہیئے۔ اسلام کی تعلیم یہی ہے۔ کہ مسلمانوں کے دلوں سے انسانوں کا ڈر مٹایا جائے۔ چنانچہ قرآن کریم میں واضح طور پر یہ حکم ہے۔ کہ

غیر اللہ کا خوف

دل سے نکال دیا جائے۔ سورہ بقرہ میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وایای فارھبون۔ کہ ان لوگوں سے کہدو۔ اور پھر کہدو۔ کہ مجھ سے اور صرف مجھ سے ہی ڈریں۔ تو دوسروں کے خوف کے تمام خیالات کو دل سے مٹا دینا

اسلام کا اولین مقصد

ہے۔ حتیٰ کہ سب سے رعب والی ہستیاں جن کا خوف جائز ہو سکتا تھا یعنی انبیاء۔ ان کا خوف بھی مٹا دیا گیا۔ قرآن کریم میں بار بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ ان لوگوں سے کہدو۔ ھل کنت الا بشراً رسولا۔ یعنی میں بھی تمہاری طرح کا ہی ایک بشر ہوں۔ گویا اسلام نے خدا تعالےٰ کے سوا ہر چیز کا خوف دل سے نکال دینے کا حکم دیا ہے۔ اور

شرک کے معنے

ہی در اصل یہ ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے سوا کسی کا خوف یا محبت دل میں ہو۔ ہر وہ محبت اور خوف جو خدا کے لئے نہیں ہے۔ وہ شرک ہے۔ پس جو کوئی

سے محبت کرتا ہے۔ بغیر اس کے کہ خدا نے اس کی اجازت دی ہے۔ وُہ شرک کرتا ہے۔ اور جو کوئی کسی سے ڈرتا ہے بغیر اس کے کہ خدا تعالےٰ نے اس کی اجازت یا حکم دیا ہے۔ وُہ بھی شرک کرتا ہے۔ ہاں انبیاء کے لئے خدا تعالےٰ نے

ادب اور احترام کا حق

رکھا ہے۔ لیکن وُہ بھی خدا تعالےٰ کے لئے ہی ہے۔ ان کی ذات کے لئے نہیں۔ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بار بار فرمایا وُہ بھی بشر ہیں۔ اور ہماری طرح کے انسان ہیں۔ ہاں

خدا کا نائب

ہونے کے لحاظ سے ان کا ایک رعب قائم کیا۔ یہ رعب اس لئے نہیں کہ آپ قریش تھے۔ اس لئے نہیں۔ کہ آپ کے اندر ذاتی قابلیت ایسی تھی۔ کہ دوسرے مرعوب ہو جاتے۔ یا کسی اور ذاتی جوہر کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ محض اس لئے کہ آپ

خلیفۃ اللہ علے الارض

اور خدا تعالےٰ کے نائب ہیں۔ مگر یہ رعب اور خوف بھی اسی حد تک ہے۔ جو خدا اور بندوں کے تعلقات میں حائل نہ ہو۔ ورنہ کوئی ہستی خواہ کتنی بڑی ہو۔ خدا تعالےٰ یہ کبھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کے اور اس کے بندہ کے تعلقات میں دوسرا حائل ہو۔ وُہ اپنے

بندوں سے براہ راست تعلق

رکھتا ہے۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ اور جو اس پر عمل کرتا ہے۔ وُہ مومن ہے۔ اور جو نہیں کرتا۔ وُہ مومن نہیں کہلا سکتا۔ پس مومن کو کوئی بات بھی کسی انسان کے ڈر سے ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔ اور نہ چھوڑنی چاہیئے۔ میں

جماعت کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ اپنے قلوب میں ایسی جرأت۔ بہادری اور دلیری پیدا کریں جس کی وجہ سے وُہ نہ گورنمنٹ سے ڈریں۔ اور نہ رعایا سے۔ مومن صرف ایک ہی ہستی سے ڈر سکتا ہے۔ اور وُہ خدا تعالےٰ کی ہستی ہے اس کے سوا زمین اور آسمان کی کوئی چیز اُسے نہیں ڈرا سکتی۔ پس جب ہمارا دعوےٰ ہے۔ بلکہ ہم مشاہدہ کر چکے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کا براہ راست تعلق ہمارے ساتھ ہے۔ اور جب ہم اھدنا الصراط المستقیم کہتے ہیں۔ تو اس کی

محبت کا ہاتھ

ہماری طرف بڑھتا ہے۔ اور سب پردے چاک کرکے ہمیں اس کے پاس کھڑا کر دیتا ہے اور ہمارے اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی درمیان میں نہیں آ سکتے۔ اور جب ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ ہم خدا کے ہیں۔ اور خدا ہمارا۔ تو پھر کسی اور سے ڈرنے کے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

ایک رؤیا

ہے۔ آپ کو دکھایا گیا۔ کہ دُنیا پر ہولناک مصائب آرہی ہیں ہر طرف ہلاکت منہ کھولے کھڑی ہے۔ اور دُنیا تباہ ہو رہی ہے اس وقت آپ کو الہام ہُوا۔ "آگ سے ہمیں مت ڈرا۔ آگ ہماری غلام۔ بلکہ غلاموں کی غلام ہے"۔ اور سب سے بڑھکر عذاب جس سے لوگ ڈرتے ہیں۔ آگ کا ہی عذاب ہے۔ کہتے ہیں۔ فلاں ہمیں گولی مار دے گا۔ ہمارے مکان کو آگ لگا دے گا۔ یا آگ میں جلا ڈالیگا۔ اور پھر بیماریاں اور وبائیں بھی آگ ہی ہوتی ہیں۔ ان میں جو مبتلا ہو۔ وُہ بھی یہی کہتا ہے۔ آگ لگی ہوئی ہے۔ تو یہی

آگ کا عذاب

بہت بڑا عذاب ہے۔ مگر اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوتا ہے۔ "آگ ہماری غلام۔ بلکہ غلاموں کی غلام ہے"۔ پس جو شخص سچے دل سے آپ کا متبع اور غلام ہو۔ آگ اُسے ہرگز نہیں ڈرا سکتی۔ اس کے تعلقات اللہ تعالےٰ سے اس قدر مضبوط ہوتے ہیں کہ وہ ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ پس آپ لوگوں کو بہادر جری اور دلیر بننا چاہیئے۔ کسی حالت میں کسی سے خوف نہیں کھانا چاہیئے۔

ان حالات کے متعلق میں جماعت کو یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اگر کوئی یہ چاہتا ہے۔ کہ احمدیوں کو اپنی کثرت اور طاقت سے

مرعوب اور مجبور کرکے

اپنے حسب منشاء کام کرالے۔ تو خواہ اس کی تحریک وطنی ہی ہو۔ اس کا مقابلہ کرو۔ کیونکہ وُہ ملک کے اندر بزدلی اور جبن پیدا کرنے والا ہے۔ اس لئے اس کی اطاعت ہرگز نہ کرو۔ اور کانگریس نے بھی چونکہ اب جبر سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں بھی ہوں۔ خواہ وُہ کتنی ہی کم تعداد میں کیوں نہ ہوں۔ وُہ بتا دیں۔ کہ ہم کسی کے

جبر کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں

ہیں۔ گاندھی جی جب لاہور میں آئے۔ تو کسی نے ان سے کہا۔ احمدی جماعت ہماری تحریک میں زبردست روک ہے۔ مجھے جب ہندو دوست نے یہ بات سُنائی۔ میں نے اُسے کہا۔ آپ گاندھی جی کو کہدیں۔ وُہ قادیان آئیں۔ میں جماعت کو بُلاؤں گا۔ کہ وُہ اُن کی باتیں سُنے۔ اور ہم ان کی باتیں پُورے غور سے سُنیں گے۔ اگر وُہ سچی ہوئیں۔ تو بغیر کسی خوف وخطر کے ہم ان کا ساتھ دینگے معلوم نہیں۔ یہ پیغام انہوں نے پہونچایا۔ یا نہیں۔ لیکن ہم ہر شخص کی باتیں سننے اور ان میں جو صداقت ہو۔ اسے ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اور کوئی چیز اس سے ہمیں روک نہیں سکتی۔

اسی طرح ولایت سے آتے ہُوئے میں خود گاندھی جی سے ملا۔ اور ان سے ذکر کیا۔ کہ

کانگریس میں جبر نہیں ہونا چاہیئے۔

تمام ایسے قوانین مٹا دیئے جائیں۔ جو جبر کا پہلو رکھتے ہوں۔ اور کانگریس کے دروازے ہر ہندوستانی کے لئے کھول دیئے جائیں۔ پھر جس خیال کے لوگوں کو غلبہ حاصل ہو جائے۔ وُہ کام کریں۔

دُنیا کا کوئی شریف الطبع انسان خواہ وُہ گورنمنٹ کا مخالف ہو۔ یا گورنمنٹ سے تعلق رکھتا ہو۔ زبردستی نہیں مان سکتا۔ کیونکہ شرافت اور انسانیت جبر کو تسلیم نہیں کر سکتی۔ اور اسلام تو اس کا

سب سے بڑا دشمن

ہے۔

پس جماعت کو اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ

ہم تھوڑے ہیں

بے شک یہ صحیح ہے۔ کہ ہم تھوڑے ہیں۔ لیکن تھوڑے ہونا خوف کا باعث ہرگز نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ آیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دُنیا میں ہمیشہ ایسا ہوتا آیا ہے۔ کہ صداقت کی حامل چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی قوموں کو کھا گئیں۔ اور اگر یہ سچ ہے۔ کہ ہم

خدا تعالےٰ کی قائم کردہ جماعت

ہیں۔ تو ہم تھوڑے ہونے کے باوجود یقیناً دنیا پر غالب ہو کر رہیں گے۔ دُنیا کا خوف جان کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ لیکن کیا مومن

جان دینے سے

ڈر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ضرار بن ازور ایک صحابی تھے۔ جو جنگ میں بہت کارہائے نمایاں کرتے رہے۔ ایک موقعہ پر عیسائیوں سے لڑائی ہو رہی تھی۔ کہ عیسائیوں کے ایک پہلوان نے بہت سے مُسلمان بہادروں کو شہید کر دیا۔ اور پھر للکار کر مبارز طلب کیا۔ حضرت ضرار اس کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ چونکہ آپ

ایک مسلّمہ بہادر اور جری

تھے۔ اور عام طور پر یہ خیال تھا۔ کہ آپ اس عیسائی کو ضرور مار لینگے۔ اسلئے مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ جب دُشمن کے قریب پہونچے تو اپنے خیمہ کی طرف واپس دوڑ آئے۔ آپ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور بہترین بہادروں میں سے تھے۔ اسلئے مسلمانوں میں ایک عام بے چینی پیدا ہو گئی۔ آپ کے ایک دوست نے گھوڑا دوڑایا۔ کہ آپ کے خیمہ میں جاکر آپ کو بھاگنے پر ملامت کرے۔ لیکن جب وُہ خیمہ کے پاس پہنچا تو آپ باہر نکل رہے تھے۔ واپس آنے کے متعلق دوست کے استفسار پر آپ نے بتایا۔ کہ میں جب لڑائی کے لئے جاتا ہوں۔ تو بغیر زرہ کے جاتا ہوں لیکن آج اتفاق سے میرے کرتہ کے نیچے زرہ تھی۔ اور جب دُشمن میرے سامنے ہوا تو میرے دل میں خیال آیا۔ کہ

سے محبت کرتا ہے۔ بغیر اس کے کہ خدا نے اس کی اجازت دی ہے۔ وہ شرک کرتا ہے۔ اور جو کوئی کسی سے ڈرتا ہے بغیر اس کے کہ خدا تعالیٰ نے اس کی اجازت یا حکم دیا ہے۔ وہ بھی شرک کرتا ہے۔ ہاں انبیاء کے لئے خدا تعالیٰ نے

ادب اور احترام کا حق

رکھا ہے۔ لیکن وہ بھی خدا تعالیٰ کے لئے ہی ہے۔ ان کی ذات کے لئے نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بار بار فرمایا۔ وہ بھی بشر ہیں۔ اور ہماری طرح کے انسان ہیں۔ ہاں

خدا کا نائب

ہونے کے لحاظ سے ان کا ایک رعب قائم کیا۔ یہ رعب اس لئے نہیں کہ آپ قریش تھے۔ اس لئے نہیں۔ کہ آپ کے اندر ذاتی قابلیت ایسی تھی۔ کہ دوسرے مرعوب ہو جاتے۔ یا کسی اور ذاتی جوہر کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ محض اس لئے کہ آپ

خلیفۃ اللہ علی الارض

اور خدا تعالیٰ کے نائب ہیں۔ مگر یہ رعب اور خوف بھی اسی حد تک ہے۔ جو خدا اور بندوں کے تعلقات میں حائل نہ ہو۔ ورنہ کوئی ہستی خواہ کتنی بڑی ہو۔ خدا تعالیٰ یہ کبھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کے اور اس کے بندوں کے تعلقات میں دوسرا حائل ہو۔ وہ اپنے

بندوں سے براہ راست تعلق

رکھتا ہے۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ اور جو اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ مومن ہے۔ اور جو نہیں کرتا۔ وہ مومن نہیں کہلا سکتا۔ پس مومن کو کوئی بات بھی کسی انسان کے ڈر سے ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔ اور نہ چھوڑنی چاہیئے۔ میں

جماعت کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ اپنے قلوب میں ایسی جرأت۔ بہادری اور دلیری پیدا کریں جس کی وجہ سے وہ نہ گورنمنٹ سے ڈریں۔ اور نہ رعایا سے۔ مومن صرف ایک ہی ہستی سے ڈر سکتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی ہستی ہے اس کے سوا زمین اور آسمان کی کوئی چیز اُسے نہیں ڈرا سکتی۔ پس جب ہمارا دعوےٰ ہے۔ بلکہ ہم مشاہدہ کر چکے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا براہ راست تعلق ہمارے ساتھ ہے۔ اور جب ہم اھدنا الصراط المستقیم کہتے ہیں۔ تو اس کی

محبت کا ہاتھ

ہماری طرف بڑھتا ہے۔ اور سب پردے چاک کر کے ہمیں اس کے پاس کھڑا کر دیتا ہے اور ہمارے اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی درمیان میں نہیں آ سکتے۔ اور جب ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ ہم خدا کے ہیں۔ اور خدا ہمارا۔ تو پھر کسی اور سے ڈرنے کے کیا معنے [illegible]

ایک رؤیا

ہے۔ آپ کو دکھایا گیا۔ کہ دنیا پر ہولناک مصائب آ رہی ہیں ہر طرف ہلاکت منہ کھولے کھڑی ہے۔ اور دنیا تباہ ہو رہی ہے۔ اس وقت آپ کو الہام ہوا۔ "آگ سے ہمیں مت ڈرا۔ آگ ہماری غلام۔ بلکہ غلاموں کی غلام ہے"۔ اور سب سے بڑھ کر عذاب جس سے لوگ ڈرتے ہیں۔ آگ کا ہی عذاب ہے۔ کہتے ہیں۔ فلاں ہمیں گولی مار دے گا۔ ہمارے مکان کو آگ لگا دے گا۔ یا آگ میں جلا ڈالیگا۔ اور پھر بیماریاں اور وبائیں بھی آگ ہی ہوتی ہیں۔ ان میں جو مبتلا ہو۔ وہ بھی یہی کہتا ہے۔ آگ لگی ہوئی ہے۔ تو یہی

آگ کا عذاب

بہت بڑا عذاب ہے۔ مگر اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوتا ہے۔ "آگ ہماری غلام۔ بلکہ غلاموں کی غلام ہے"۔ پس جو شخص سچے دل سے آپ کا متبع اور غلام ہو۔ آگ اُسے ہرگز نہیں ڈرا سکتی۔ اس کے تعلقات اللہ تعالیٰ سے اس قدر مضبوط ہوتے ہیں کہ وہ ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ پس آپ لوگوں کو بہادر جری اور دلیر بننا چاہیئے۔ کسی حالت میں کسی سے خوف نہیں کھانا چاہیئے

ان حالات کے متعلق میں جماعت کو یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اگر کوئی یہ چاہتا ہے۔ کہ احمدیوں کو اپنی کثرت اور طاقت سے

مرعوب اور مجبور کر کے

اپنے حسب منشاء کام کرائے۔ تو خواہ اس کی تحریک وطنی ہی ہو۔ اس کا مقابلہ کرو۔ کیونکہ وہ ملک کے اندر بزدلی اور جبن پیدا کرنے والا ہے۔ اس لئے اس کی اطاعت ہرگز نہ کرو۔ اور کانگریس نے بھی چونکہ اب جبر سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں بھی ہوں۔ خواہ وہ کتنی ہی کم تعداد میں کیوں نہ ہوں۔ وہ بتا دیں۔ کہ ہم کسی کے

جبر کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں

ہیں۔ گاندھی جی جب لاہور میں آئے۔ تو کسی نے ان سے کہا۔ احمدی جماعت ہماری تحریک میں زبردست روک ہے۔ مجھے جب ہندو دوست نے یہ بات سنائی۔ میں نے اُسے کہا۔ آپ گاندھی جی کو کہدیں۔ وہ قادیان آئیں۔ میں جماعت کو بلاؤں گا۔ کہ وہ ان کی باتیں سنے۔ اور ہم ان کی باتیں پورے غور سے سنیں گے۔ اگر وہ سچی ہوئیں۔ تو بغیر کسی خوف و خطر کے ہم ان کا ساتھ دینگے معلوم نہیں۔ یہ پیغام انہوں نے پہونچایا۔ یا نہیں۔ لیکن ہم ہر شخص کی باتیں سننے اور ان میں جو صداقت ہو۔ اُسے ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اور کوئی چیز اس سے ہمیں روک نہیں سکتی۔

اسی طرح ولایت سے آتے ہوئے میں خود گاندھی جی [illegible]

تمام ایسے قوانین مٹا دیئے جائیں۔ جو جبر کا پہلو رکھتے ہوں۔ اور کانگریس کے دروازے ہر ہندوستانی کے لئے کھول دیئے جائیں۔ پھر جس خیال کے لوگوں کو غلبہ حاصل ہو جائے۔ وہ کام کریں۔

دنیا کا کوئی شریف الطبع انسان خواہ وہ گورنمنٹ کا مخالف ہو۔ یا گورنمنٹ سے تعلق رکھتا ہو۔ زبردستی نہیں مان سکتا۔ کیونکہ شرافت اور انسانیت جبر کو تسلیم نہیں کر سکتی۔ اور اسلام تو اس کا

سب سے بڑا دشمن

ہے۔

پس جماعت کو اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ

ہم تھوڑے ہیں

بے شک یہ صحیح ہے۔ کہ ہم تھوڑے ہیں۔ لیکن تھوڑے ہونا خوف کا باعث ہرگز نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة آیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں ہمیشہ ایسا ہوتا آیا ہے۔ کہ صداقت کی حامل چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی قوموں کو کھا گئیں۔ اور اگر یہ سچ ہے۔ کہ ہم

خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت

ہیں۔ تو ہم تھوڑے ہونے کے باوجود یقیناً دنیا پر غالب ہو کر رہیں گے۔ دنیا کا خوف جان کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ لیکن کیا مومن

جان دینے سے

ڈر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ضرار بن ازور ایک صحابی تھے۔ جو جنگ میں بہت کارہائے نمایاں کرتے رہے۔ ایک موقعہ پر عیسائیوں سے لڑائی ہو رہی تھی۔ کہ عیسائیوں کے ایک پہلوان نے بہت سے مسلمان بہادروں کو شہید کر دیا۔ اور پھر للکار کر مبارز طلب کیا حضرت ضرار اس کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ چونکہ آپ

ایک مسلمہ بہادر اور جری

تھے۔ اور عام طور پر یہ خیال تھا۔ کہ آپ اس عیسائی کو ضرور مار لیں گے۔ اسلئے مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ جب دشمن کے قریب پہونچے تو اپنے خیمہ کی طرف واپس دوڑ آئے۔ آپ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور بہترین بہادروں میں سے تھے۔ اسلئے مسلمانوں میں ایک عام بے چینی پیدا ہو گئی۔ آپ کے ایک دوست نے گھوڑا دوڑایا۔ کہ آپ کے خیمہ میں جا کر آپ کو بھاگنے پر ملامت کرے۔ لیکن جب وہ خیمہ کے پاس پہنچا تو آپ باہر نکل رہے تھے۔ واپس آنے کے متعلق دوست کے استفسار پر آپ نے بتایا۔ کہ میں جب لڑائی کے لئے جاتا ہوں۔ تو بغیر زرہ کے جاتا ہوں لیکن آج [illegible]

موت و حیات

کا تو کوئی پتہ نہیں۔ ممکن ہے۔ میں آج ہی مارا جاؤں۔ اور اگر مر گیا تو خدا تعالےٰ کے سامنے جا کر کیا جواب دونگا۔ کہ میں اس کافر سے اتنا ڈرتا تھا۔ کہ زرہ پہن رکھی تھی۔ اس وجہ سے میں بھاگ کر آیا۔ اور زرہ اُتار ڈالی۔

اسباب سے فائدہ اُٹھانا بے شک شریعت کا حکم ہے مگر چونکہ آپ کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو گیا۔ کہ یہ شرک نہ ہو۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے۔ کہ چونکہ مد مقابل زبردست تھا۔ اسلئے ڈر کر زرہ پہن لی۔ اسلئے آپ نے اسے اُتار دیا۔ اور اس کے بغیر مقابلہ پر آ گئے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے اسے مار لیا۔ تو

مومن موت سے نہیں ڈرتا

اس کے سامنے صرف ایک ہی مقصد ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ جس بات کو لے کر وہ کھڑا ہوا ہے۔ اسے پورا کر دے۔

احد کی جنگ

میں ایک صحابی سخت زخمی ہو گئے۔ آپ کی ٹانگیں اور ہاتھ شکستہ ہو گئے۔ اور تمام ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ ایک دوسرے صحابی جو زخمیوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ انکے پاس پہنچے۔ اور کہا آپ کی حالت نازک ہے۔ اگر رشتہ داروں کے لئے کوئی پیغام دینا ہو تو دیدیں انہوں نے کہا۔ میرے نزدیک آؤ۔ اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیکر عہد کرو۔ کہ میری قوم کو یہ پیغام پہنچا دوگے کہ میں نے اپنے فرض کو ادا کر دیا۔ اور اب میں دنیا سے رخصت ہوتا ہوں۔ مگر خدا کے رسول کو اپنے پیچھے دنیا میں چھوڑے جاتا ہوں۔ اور شرافت اور ایفائے عہد کا واسطہ دیکر اپنی قوم کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ ہر ایک قربانی کریں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہرگز بے وفائی نہ کریں۔

غرض جو لوگ اللہ تعالےٰ کے ہو جاتے ہیں۔ انکے مقصد کے راستہ میں وطن۔ قوم۔ دنیاوی جاہ و جلال اور بڑی سے بڑی طاقت کا خوف بھی حائل نہیں ہو سکتا۔ ایک ہی چیز ہوتی ہے جو ان کی تمام توجہ کو اپنی طرف کھینچے رکھتی ہے۔ اور وہ اس فرض منصبی کی ادائگی ہوتی ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے ان کے سپرد کیا ہوتا ہے۔ خواہ اس کے لئے انہیں اپنا وطن۔ عزیز و اقارب بلکہ جان و مال بھی کیوں نہ قربان کرنے پڑیں۔ پس ہماری جماعت کے دوستوں کو دلیری اور جرأت سے اس

جبر و تعدّی کا مقابلہ

کرنا چاہیئے۔ جو کانگریس اختیار کر رہی ہے۔ جب تک یہ حالت نہ تھی۔ ہمیں کانگریس کی تحریک سے ہمدردی تھی۔ اور اب بھی ہم آزادیٔ وطن کے جذبہ کے لحاظ سے کانگریسیوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ مگر یہ جائز نہیں۔ کہ خواہ کوئی اپنا ہو۔ پرایا۔ جبر سے کام لے۔ اس کے ساتھ ہی میں

گورنمنٹ کو بھی نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ یہ نہ سمجھے۔ چونکہ عدل اور مذہبی احکام کی پابندی کی وجہ سے بعض جماعتیں اس کی اعانت کے لئے تیار ہیں۔ تو وہ جو چاہے کرے۔ کیونکہ اگر قیام امن کے لئے اسلام نے حکومت سے تعاون کا حکم دیا ہے۔ تو قرآن میں یہ بھی موجود ہے۔ کہ اگر کوئی حکومت ظلم اور تعدی سے باز نہ آئے۔ تو خدا تعالیٰ اس کو تباہ کر دیتا ہے۔ پس اگر گورنمنٹ یہ دیکھ کر۔ کہ عدل و انصاف سے کام لے کر کوئی قوم اس سے ہمدردی رکھتی ہے ظلم کریگی۔ اور اس

تعاون سے ناجائز فائدہ

اُٹھانے کی کوشش کریگی۔ تو اس کے اوپر ایک اور حکومت موجود ہے۔ جو اتنی زبردست اور طاقت ور ہے۔ کہ یہ اس کے مقابلہ میں مچھر اور مکھی جتنی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ پس وہ اس بات کا خیال رکھے۔ کہ خدا ہے۔ اور اگر اس نے اس ہمدردی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ تو وہ سخت انتقام لیگا۔ ہم

قیام امن کے لئے

ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ ہم اپنے ملک کو آزاد کرانا نہیں چاہتے۔ یا یہ کہ ہمارے نزدیک ہندوستانیوں کو اپنے ملک پر اپنے حسب منشاء حکومت کرنیکا حق نہیں۔ ہماری جماعت ہر قربانی کر کے امن قائم رکھنے کی کوشش کریگی۔ لیکن گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر ظلم و تعدی نہ کرے۔ کیونکہ اس صورت میں

خدا تعالےٰ کی نصرت

اس کے ساتھ نہ ہوگی۔ اور میں کانگریس کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بھی جبر سے کام لینا چھوڑ دے۔ کیونکہ یہ حرکت اسکے خلاف نفرت پیدا کرنیکا موجب ہوگی۔ جو کوئی خود ظلم کرتا ہے۔ وہ دوسرے کو جبر کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر کانگریسیوں کے لئے جبراً غیر ملکی کپڑے کا بائیکاٹ کرانا جائز ہے۔ تو کیوں انگریزوں کو جبراً ہندوستان پر حکومت کرنیکا حق نہیں۔ جب ہم خود جبر شروع کر دیں۔ تو انگریزوں کے جبر کے خلاف کس طرح آواز بلند کر سکتے ہیں۔ ہاں جب یہ اصول پوری طرح قائم رکھا جائے کہ جبر نہیں کیا جائیگا۔ تو پھر انگریز سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ

ہماری مرضی کے مطابق حکومت

کرو۔ جبر کا تمہیں کوئی حق نہیں۔

ساتھ ہی میں اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ کی نصرت بے شک ہمارے شامل حال ہے۔ لیکن

کئی غلطیاں

ایسی ہوتی ہیں۔ جو نصرت سے بالکل محروم کر دیتی ہیں۔ اس لئے وہ خدا تعالےٰ سے یہ بھی دعا کرتے ہیں۔ کہ ہماری پردہ پوشی فرمائے۔ اور ہمیں اپنی رضاء کے رستوں پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔

ہمارا اصل کام

تبلیغ ہے۔ لیکن موجودہ فضاء میں کوئی ہماری باتوں کو سننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہم مجبور ہیں۔ کہ اس ہوا اور فضاء کو صاف کریں۔ پس خدا تعالےٰ سے دعا کرتے رہیں۔ کہ وہ اپنے فضل سے اس فضاء کو ٹھیک کر دے۔ تا ایسی جماعتیں موجود رہیں۔ جو ہماری باتوں کو سُن سکیں۔ موجودہ فضاء گورنمنٹ کے لئے ہی نہیں۔ ہمارے لئے بھی مضر ہے۔

ہم بیشک تعداد کے لحاظ سے کم ہیں۔ لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ بعض بہت ہی کم مقدار میں دوائیں بڑی بڑی خوفناک بیماریاں دور کر دیتی ہیں۔ پس اگر تبشیری پہلو کو لیا جائے تو ہمارے تھوڑا ہونے کی مثال تھوڑی دوائی کی ہے۔ اور اگر انذاری پہلو کو لیا جائے۔ تو نہایت تھوڑا زہر قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ پس انذاری اور تبشیری دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے ہم بہت ہیں۔ مگر ضرورت یہ ہے۔ کہ

خدا کے بن جائیں

جو قوم خدا کی ہو جاتی ہے۔ وہ ساری دنیا پر چھا جاتی ہے اور دنیا جسے بیج کی حالت میں چھوٹا سمجھ کر اس سے بھاگنے کی کوشش کرتی ہے۔ آخر کار خود بخود ہی اس کے سایہ میں آکر آرام لیتی ہے۔ یہ

دعاؤں کے دن

ہیں خصوصاً آج کا دن وہ دن ہے۔ جو اتحاد بین المسلمین کی بنیادوں کو مضبوط کرنیکا باعث ہے (یعنی حج کا دن) آج تمام دنیا کے مسلمان نسلی۔ قومی۔ حکومتی اور مذہبی اختلاف فراموش کر کے اور اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے خدا تعالےٰ کے گھر میں اپنے عجز و نیاز کو اس کے حضور پیش کرنے کیلئے جمع ہوتے ہیں۔ اور یہ وہ دن ہے جب خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں ہوتی ہے۔ پس اس سے فائدہ اُٹھاؤ۔ اور خوب دعائیں کرو۔ کہ اے خدا تو نے اپنے دین کی اشاعت کیلئے ہمیں قائم کیا ہے۔ دنیا ہمیں ذلیل سمجھتی اور ہمارے مقابلہ کے لئے آمادہ ہے۔ تو اپنی

وحدت کا جلوہ

دکھا۔ اور سب کو ہمارے ہاتھ پر ایک کر دے۔ [illegible] جائیں۔ اور ساری دنیا لا شریک لک لبیک کہتے ہوئے [illegible] دربار میں حاضر ہو جائے۔ تیرے مامور کی مان لے۔ اور دنیا میں پھر وہی جنت [illegible] ہو جائے اور آدم ثانی اسمیں داخل ہو جسمیں سے پہلا آدم نکالا گیا تھا ؎

اخبار پرکاش کی الٹی منطق

مقدمہ نہ کرنے کی وجہ اور دعوت مباہلہ

اخبار پرکاش ایک آریہ اخبار ہے۔ اور جماعت احمدیہ سے ہمیشہ برسرپرخاش رہتا ہے۔ اخبار مباہلہ والوں کی اندھی حمایت کرنے میں بہت پیش پیش ہے۔ ۱۸ مئی کے پرچہ میں مباہلہ کرنے یا انگریزی عدالت میں جانے کے مطالبے کے ذکر پر لکھتا ہے۔

"قادیان کے مرزا بشیر الدین محمود احمد پر مباہلہ والوں نے سچے یا جھوٹے خرمناک الزام لگائے۔ تو شریف لوگوں کی طرف سے اس کے تصفیہ کی یہ صورت پیش کی گئی۔ کہ یا تو مرزا محمود احمد اسلامی عقیدہ کے مطابق الزام لگانے والوں سے مباہلہ کریں۔ یا عدالت کے ذریعہ ان لوگوں کو ان کی شرارت کی سزا دلائیں"

پھر ان دونوں صورتوں کو "معقول ترین تجویز" قرار دیتا ہوا ان فتنہ پردازوں کی حمایت میں زور قلم خرچ کر دیتا ہے ہم سب سے پہلے مہاشہ کرشن صاحب کو جو اس اخبار کے ایڈیٹر ہیں۔ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ انہوں نے سلسلہ احمدیہ کی مخالفت میں مباہلہ والوں کی تائید کر کے اپنے لئے اخلاقی موت اختیار کر لی ہے۔ انہیں یاد ہوگا ۱۹۱۸ء میں جب اخبار "آریہ گزٹ" نے ان کی لڑکی کی پرائیویٹ خط و کتابت شائع کر کے انکو بدنام کیا تھا۔ تو جماعت احمدیہ کے آرگن الفضل نے باوجود شدید مذہبی اختلاف کے "آریہ گزٹ" کی اس کمینہ حرکت کے خلاف آواز بلند کی اور لکھا تھا۔

"آریہ گزٹ نے ایڈیٹر صاحب پرکاش کے خلاف یہ کمینہ اور غیر مہذبانہ طرز عمل اختیار کیا ہے۔ کہ کچھ ایسی پرائیویٹ خطوط ان کی لڑکی کی طرف منسوب کر کے شائع کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ جن کا نہ شائع ہونا کسی شریف انسان کے نزدیک شائع ہونے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ ...... شرفاء کی یہ ایک نہایت معمولی صفت ہے۔ کہ وہ غیر کی لڑکی کو اپنی ہی لڑکی سمجھتے اور اس کی عزت و عصمت کی حفاظت کو اسی طرح اپنا فرض قرار دیتے ہیں۔ جس طرح اپنی خاص لڑکی کی عزت و عصمت کی حفاظت کو" (الفضل ۲۹ مئی ۱۹۱۸ء)

اور ان دنوں بھی جبکہ مہاشہ راجپال کی بیوی کے متعلق ان پر مہاشہ مذکور کی ماں کی طرف سے ناگفتہ بہ اتہامات لگائے جا رہے ہیں۔ اخبار الفضل نے اس گندے فعل کی مذمت کی۔ میرا مطلب اس سے احسان جتانا نہیں۔ بلکہ یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ الفضل اور پرکاش کس حیثیت میں ہیں۔ کیونکہ ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے۔ جو اس میں ہو۔ اختلاف مذہب اور چیز ہے۔ اور شرافت و انسانیت شئی دیگر۔

مباہلہ نہ کرنے کی وجہ

ایڈیٹر پرکاش لکھتے ہیں۔

"مرزا صاحب! ہندو مباہلہ کو جائز تسلیم نہیں کرتے یہ تو اسے زمانہ جاہلیت کی یادگار سمجھتے ہیں۔ اگر انہوں نے مباہلہ کا مشورہ دیا۔ تو اس وجہ سے نہیں۔ کہ وہ اسے جائز تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس معاملہ میں فریقین مسلمان ہیں۔ اور مباہلہ ان کے عقیدہ میں داخل ہے۔ ...... مباہلہ زمانہ جاہلیت کی یادگار ہے۔ اس روشنی کے زمانہ میں اس پر کس کو اعتقاد ہو سکتا ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود روشن دماغ آدمی ہیں۔ وہ زمانہ جاہلیت کی اس یادگار کو کس طرح قبول کر سکتے تھے"

ان الفاظ میں جہاں ایڈیٹر پرکاش کی جہالت اور تعصب کا کھلا ثبوت موجود ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آریہ سماجی اس مطالبہ کی محض شرارت سے تائید کر رہے ہیں۔ ہندو اس کو جائز نہیں سمجھتے۔ اور بقول پرکاش حضرت خلیفۃ المسیح بھی اس مباہلہ کو جائز نہیں مانتے۔ (خواہ کسی وجہ سے ہو) تو پھر بتائیے۔ کہ پرکاش کا بار بار اس ذکر کو دہرانا کھلی شرارت نہیں تو اور کیا ہے؟ پرکاش کو گوش ہوش سے سن لینا چاہیئے۔ کہ جماعت احمدیہ مباہلہ کو جائز بلکہ مذہب کے صدق و کذب کے لئے آخری طریق فیصلہ یقین کرتی ہے۔ مگر مباہلہ کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ تمام اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ جن معاملات میں حدود مقرر ہیں۔ ان پر مباہلہ چھوڑ حلف کا بھی مطالبہ جائز نہیں۔ اسی بناء پر مستریوں جیسے الزام لگانے والے سے شریعت اسلامیہ اور تمام مسلمان از روئے قرآن مجید یہی مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ چار گواہ لاؤ۔ ورنہ تم جھوٹے ہو۔ انہیں ہرگز مطالبہ مباہلہ کا حق نہیں۔ اس کے ساتھ ہی جس ذات پر الزام لگایا جائے۔ اس کو بھی حق نہیں۔ کہ اس قسم کے ناجائز مطالبہ کو منظور کرے۔ کیونکہ اس طرح شریعت کا حکم (چار گواہ لاؤ۔ ورنہ جھوٹے ہو) باطل ہو جائیگا۔ مختصر یہ کہ اصولی مسائل میں مباہلہ جائز ہے۔ الزام زنا وغیرہ پر ثبوت بذمہ مدعی ہوگا۔ اگر وہ گواہ نہ لائے۔ تو جھوٹا ہے ہاں جس پر الزام لگایا جائے۔ وہ اس وقت تک کہ الزام دہندہ اس سے مطالبہ مباہلہ نہ کرے۔ اپنی بریت کو زیادہ نمایاں کرنے کے لئے مباہلہ کی بھی دعوت دے سکتا ہے۔ اگر مطالبہ ہو جائے۔ تو وہ بھی مباہلہ کی دعوت نہیں دے سکتا۔ اور نہ منظور کر سکتا ہے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے جس کا ہم بار بار اعلان کر چکے ہیں۔ پس اندریں حالات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا مستریوں کی دعوت مباہلہ کو قبول نہ کرنا محض اس وجہ سے ہے۔ کہ ہمارے نزدیک الزام لگانے والے کی طرف سے اس قسم کا مطالبہ سراسر ناجائز اور اس کا منظور کرنا بھی نادرست ہے۔

مباہلہ اور زمانہ جاہلیت کی یادگار

اخبار پرکاش نے مطلق مباہلہ کو زمانہ جاہلیت کی یادگار کہہ کر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ مباہلہ درحقیقت اپنے عقیدہ اور یقین پر خدا تعالیٰ کو گواہ پیش کرنا ہے۔ اور اگر واقعہ میں خدا موجود ہے۔ اور مذہب کوئی چیز ہے تو پھر مباہلہ بھی ضروری ہے۔ تاکہ معاندا اور شریر اسی دنیا میں دوسروں کے لئے باعث عبرت بنیں۔ پرکاش کے نزدیک مباہلہ کیا ہے؟ لکھا ہے۔

"اسلامی شریعت کا حکم ہے۔ کہ دونوں فریق خدا کو حاضر ناظر جان کر کہیں کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے۔ معینہ وقت کے اندر اس پر عتاب نازل کر۔ تاکہ سچ اور جھوٹ کا فیصلہ ہو جائے" صہ

اس صحیح صورت کو زمانہ جاہلیت کی یادگار قرار دینا حقیقتاً مذہب کو قابل نفرت چیز بتانا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مباہلہ کی حقیقت سے آریہ سماج خوب آگاہ ہے۔ اور اس کی ہیبت ہی ان کو اس سے بھاگنے پر مجبور کرتی ہے۔ پنڈت لیکھرام کا واقعہ ان کے سامنے ہے۔ جس نے اسلام کے پہلوان حضرت مرزا صاحب کے بالمقابل لکھا تھا۔

"مرزا صاحب کی اس آخری التماس (دعوت مباہلہ) کو منظور کرتا ہوں۔ اور مباہلہ کو یہاں پر طبع کرا کر مشہور" (کلیات آریہ مسافر صہ ۵۸۲) اس نے مباہلہ کو منظور کیا۔ اور خدا تعالےٰ کی قہری تجلی کا شکار ہو گیا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ اسلام اور ویدک دھرم میں سے کونسا مذہب سچا ہے۔ کیا اس کے بعد بھی آریہ سماجی نفس مباہلہ کو یادگار جاہلیت بتائیں گے؟ پرکاش کو اگر زمانہ جاہلیت کی یادگار کا علم حاصل کرنا ہو۔ تو کلیات آریہ مسافر کے ان الفاظ کو پڑھے۔ جو سیتا کے حالات میں لکھے ہیں۔

"اس زمانہ میں دستور تھا۔ کہ جس عورت پر زنا کا الزام لگایا جاتا تھا۔ اس کو اپنی عصمت ثابت کرنے کے لئے جلتے کوئلوں اور لوہے کے لال توے پر ننگے پاؤں چلنا پڑتا تھا۔" صلا

جماعت احمدیہ کی طرف سے دعوت مباہلہ کیوں؟

پرکاش نے ایک اور اعتراض یہ کیا ہے کہ اگر ستریوں کی دعوت مباہلہ کو منظور کرنا جائز نہ تھا۔ تو پھر قادیان کی لوکل جماعت کی طرف سے کیوں مباہلہ کی دعوت دی گئی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مندرجہ بالا مسئلہ کے پیش نظر یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرت امام جماعت احمدیہ پر الزام لگایا گیا۔ اور بلا ثبوت لگایا گیا۔ حضور نے خود اپنے قلم سے شائع فرمایا۔ "میرا جواب تو میرا رب ہے۔ میں اسی کو اپنا گواہ بناتا ہوں۔ وہ سب کھلی اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور اسی کا فیصلہ درست اور راست ہے۔ وہ اس امر پر گواہ ہے۔ کہ اخبار مباہلہ والوں نے سرتا پا جھوٹ بلکہ افترا سے کام لیا ہے الخ"

ستریوں نے یہ جانتے ہوئے۔ کہ انکی طرف سے مباہلہ کی دعوت ناجائز ہے۔ انہوں نے بجائے ثبوت کے مباہلہ کا ڈھونگ رچایا۔ جو ناجائز تھا اور ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے یہ کہا۔ کہ ہم ان الزامات کے ذاتی گواہ نہیں۔ بلکہ لوگوں سے سن سنا کر دعوت دے رہے ہیں۔ اب عام جماعت احمدیہ آزاد تھی۔ کیونکہ اس سے مطالبہ نہ ہوا تھا۔ نیز جب ستری اپنے اوباش اور فرضی کارندوں کے بیانات پر مباہلہ کے لئے پکارتے ہیں۔ تو ہم جنہیں اپنے امام اور خلیفہ کی ذات ستودہ صفات کی پاکیزگی پر کامل یقین ہے۔ وہ زیادہ حقدار ہیں۔ کہ اپنی طرف سے نئے طور پر اس کیلئے مباہلہ کی دعوت دیں۔ اسی بنا پر قادیان کی جماعت نے دعوت دی ہے جو کسی طرح قابل اعتراض نہیں۔ کیا پرکاش اس واقعیت کو سمجھنے کی کوشش کرے گا۔

مقدمہ نہ کرنے کی وجہ

پرکاش نے پہلے تو مقدمہ کرنے پر بہت زور دیا۔ بلکہ مقدمہ نہ کرنے کو الزام کے ثبوت کا ذریعہ بنایا ہے۔ مگر حق بر زبان جاری کے مطابق آخر میں اس نے یہی لکھا ہے اور بہت معقول لکھا ہے "رہا عدالت میں جانے کا مشورہ۔ ہتک عزت کے مقدمات میں مدعی کی جو گت ہوتی ہے وہ ناگفتہ بہ ہے۔ ملزم اپنی صفائی میں گندے سے گندے سوال کرنیکا حق سمجھتا ہے۔ اور اس کھوئی ہوئی عزت نے واپس تو کیا آنا ہوتا ہے۔ رہی سہی عزت بھی دور ہونیکا خدشہ ہوتا ہے۔ اسلئے مرزا صاحب پر ہی کیا موقوف ہے۔ کوئی بھی ذی عزت شخص سخت مجبوری کی حالت کے سوا ہتک عزت کے مقدمات کی خاردار باڑ میں گھسیٹا جانا پسند نہیں کرتا" (صفحہ ۴ رمئی ۱۹۳۰ء)

35

جدید انگلش ٹیچر نے مجھے کئی کتابوں سے بے نیاز کر دیا

جناب شیخ محمد حسین صاحب جج حصار فرماتے ہیں میں نے جدید انگلش ٹیچر کو بچوں کیلئے نہایت ہی مفید پایا ہے۔ دو کتابیں اور ارسال کر کے مشکور فرمائیں

جناب غلام احمد خاں صاحب وٹرنری کمپاؤنڈر مریدکے۔

> اگر لائق
> استاد کا کام نہ دے
> تو کل قیمت
> واپس منگوالیں

"جدید انگلش ٹیچر سے میری علمی لیاقت میں بدرجہا ترقی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے میں کئی کتابیں پڑھا کرتا تھا۔ لیکن جدید انگلش ٹیچر نے مجھے ان سب سے بے نیاز کر دیا ہے"

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک جو اس لحاظ سے کچھ بھی نہیں ہے۔ کہ یہ کتاب بہت جلد اور بڑی آسانی سے انگریزی سکھاتی ہے۔ یہاں تک کہ کم فرصت اور کم ذہن شخص بھی چند ہی روز میں گفتگو اور ترجمہ کرنے لگ جاتے ہیں۔

قمر برادرز (الف) شملہ

پیام صحت (رجسٹرڈ) مشتمل بر دو جلد

(طب ہومیوپیتھی کی جامع ولاجواب تصنیف باتصویر بڑی تقطیع ضخامت ۷۰۰ صفحات: جلد اول } دربارہ تشریح جسم انسانی و افعال الاعضا و حفظان صحت و فلسفہ طب ہومیوپیتھی۔ طریق تشخیص امراض طریق دواسازی و خواص الادویہ۔ قیمت آٹھ روپیہ۔

جلد دوم } دربارہ علم العلاج۔ علامات و اسباب امراض تشریح العلامات دایہ گری و طبی لغات۔ قیمت بارہ روپیہ۔

رعایت } ہر دو کے خریداران سے صرف اٹھارہ روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ ہومیوپیتھک میڈیکل ہال چھاؤنی فیروزپور

ضرورت ہے

ایسے امیدواران کی جو گورنمنٹ ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنے کے خواہشمند ہوں مفصل حالات ۲؍ کا ٹکٹ بھیجکر معلوم کریں۔

امپیریل ٹیلیگراف کالج نئی سڑک دہلی

تپ دق و ذیابیطس کا سنیاسی علاج

تپ دق:- یہ مہلک اور تباہ کن مرض جس گھر میں اپنا قدم جماتا ہے نہ صرف مریض ہی کو ہلاکت تک پہنچاتا ہے۔ بلکہ اس گھرانے کے باقیماندہ اراکین بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہم نے بڑی لمبی تجربہ کی عمر کے بعد اسکا مجرب تیر بہدف سنیاسی نسخہ نکالا ہے۔ جو دم مسیحائی رکھتا ہے یعنی تین روز دوائی استعمال کرنیکے بعد کھانسی کو آرام ہو جاتا ہے۔ ایک ہفتہ تک بخار سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جاتی ہے۔ قیمت پانچ روپیہ (۵ للعہ)

ذیابیطس پیشاب بار بار بکثرت آنا اور پیاس بہت لگنا۔ جسم کی تمام چربی خارج ہو جانا مریض کو چند ہی دنوں میں زندگی سے مایوس کر دیتی ہے۔ ہماری دوائی صدہا مریضوں پر آزمودہ ہے۔ ایک ہفتہ میں انشاء اللہ صحت ہو جاتی ہے۔ قیمت پانچ روپیہ (۵ للعہ)

ملنے کا پتہ۔ فاروقی سنیاسی احمدی شہر سیالکوٹ (پنجاب)

تبت۔ یارقند۔ چینی۔ ترکستان۔ کشمیر کا ہر قسم کا مال

از قسم قالین۔ نمدہ۔ فرجاد کار۔ یارقندی گبدے۔ یارقندی کاردمال۔ کستوری۔ سنگ یشم۔ زہر مہرہ۔ فیروزہ۔ زعفران۔ زیرہ۔ سلاجیت۔ کشمیری سادہ عمامہ۔ کشمیری پٹی۔ رفل۔ لوئیاں۔ دستی کاری۔ شالہائے دوشالہ وغیرہ کے متعلق اس پتہ سے خط و کتابت کریں

محمد یوسف بی اے (علیگ) سری آصف اکدل سرینگر کشمیر

ڈاکٹر

محمد عبدالرحمن صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کنگ آف ٹانکس کے اجزاء کو دیکھا ہے۔ جو کہ قیمتی اور بہترین ادویہ کا بنایا ہوا گولیوں کی صورت میں مفید ترکیب ہے۔ کنگ آف ٹانکس اعصابی کمزوری کے مریضوں کو استعمال کرانے سے مفید پایا ہے۔ قیمت ۶۰ گولی للعہ۔ ۳۰ گولی للعہ روپیہ معہ محصولڈاک۔

تیار کردہ نفیس عام ہومیوپیتھک میڈیکل ہال قادیان

سو راجیہ مل گیا

تو بھی اس وقت تک فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک ملک کا بچہ بچہ اصول تجارت سے واقف ہو کر اپنے پاؤں پر آپ کھڑا نہ ہو سکے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ غیر ممالک کی طرح تجارتی میدان میں مقابلہ کرو۔ آپکا یہ مقصد بزنس ہوم لمیٹڈ کا ایک حصہ لیتے یکصد روپیہ خریدنے سے پورا ہوگا۔ جو نہایت آسان اقساط میں قابل ادائیگی ہے۔ قواعد مفت طلب کریں۔ اگر معقول تنخواہ کی ملازمت درکار ہے۔ تو ہم کو ٹکٹ روانہ کر کے قواعد طلب کریں۔ نقد ضمانت ضروری نہیں ہے۔

بزنس ہوم لمیٹڈ بمبئی ۹

کی عدالت ایسے ظالموں اور بد باطنوں کو جو بے گناہ مردوں اور معصوم عورتوں کی عزت پر ناپاک حملے کرتے ہیں۔ کبھی بے سزا نہ چھوڑیگی۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ (اللہ دتا جالندھری ...)

ہندوستان کی خبریں

——— مالٹا۔ ۸ مئی۔ گورنر جنرل نے جزیرہ مالٹا میں ایک آرڈیننس جاری کرکے عام انتخابات کو ملتوی کر دیا ہے۔ جب تک کہ فسادات کا اندیشہ باقی رہیگا۔ یہ حکم جاری رہیگا۔

——— شملہ ۵ مئی۔ ہندوستانی ہوا باز مسٹر جی آر۔ ڈی ٹاٹا آغا خان کا موعودہ انعام حاصل کرنے کی خاطر کراچی سے روانہ ہوگئے ہیں۔ یہ انعام اس شخص کو دیا جائیگا۔ جو سب سے پہلے ہندوستان سے انگلینڈ تک مسلسل پرواز کریگا۔

——— لاہور ۸ مئی۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے ڈاکٹر ستیہ پال و ڈاکٹر عالم اور مولوی ظفر علی خان کے مقدمات کے فیصلے سنا دیئے۔ ڈاکٹر ستیہ پال کو تین سال قید ڈاکٹر محمد عالم کو ۱½ سال قید اور مولوی ظفر علی خان کو ۶ سال قید۔ تینوں کو بی کلاس میں رکھا گیا ہے۔ اور قید بامشقت ہے۔

——— بمبئی ۸ مئی۔ پولیس نے شولا پور میں رضاکاروں پر شراب کی دکانوں پر پہرہ لگانے اور کھجور کے درخت کاٹنے کی پاداش میں گولی چلا دی جس کی وجہ سے ۵۰ آدمی ہلاک ہوئے۔ اور ۱۰۰ کے قریب زخمی ہوئے۔ پولیس کی ۶ چوکیاں جلا کر راکھ کر دی گئی ہیں۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی کچہری میں بھی آگ لگا دی گئی ہے۔ احمد نگر سے گورہ فوج شولا پور کو روانہ ہو گئی ہے۔

پشاور ۱۰ مئی۔ پشتو زبان میں ایک سرکاری بلیٹن شایع ہوا ہے جس میں درج ہے۔ کہ حاجی ترنگ زئی ابھی تک درہ گندب میں اپنے صدر مقام میں موجود ہے۔ لیکن اس کا لڑکا برہان خیل کے علاقہ میں جو سرحد انگریزی کے پاس موجود ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعض باجوڑی اور ساتی قبائل کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ لیکن مہمند اس کا ساتھ دینے پر آمادہ نہیں تھے۔ آفریدی اپنا اوجب لیکر پر امن طریقہ پر اپنے علاقہ کو لوٹ گئے ہیں

——— لاہور ۹ مئی۔ آج ایک بجے بعد دوپہر اخبارات گورو گھنٹال اور زمیندار کو حکومت کی طرف سے نوٹس موصول ہوئے۔ کہ وہ اڑھائی اڑھائی ہزار روپیہ کی ضمانتیں داخل کریں۔ اتنی ہی رقوم کی ان پریسوں سے جن میں کہ وہ چھپتے تھے۔ ضمانت طلب کی گئی ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ سابقہ فیصلہ کے مطابق ہر دو اخبارات ضمانت داخل نہیں کرینگے۔

——— لکھنؤ ۹ اپریل۔ اخبار پرتاپ (کانپور) آج سے بند ہو گیا ہے۔ اس سے پریس آرڈیننس کے ماتحت ۲ ہزار روپیہ ضمانت طلب کی گئی تھی مالکان نے ادا کرنے سے انکار کر دیا۔

——— پشاور ۹ مئی۔ ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کوہاٹ بھی خلاف قانون جماعت قرار دیدی گئی ہے۔

——— سورت ۹ مئی۔ مسٹر عباس طیب جی نے مسٹر گاندھی کے والنٹیروں کا چارج لے لیا ہے۔ اور اعلان کیا ہے۔ کہ ۱۵ مئی کو ساڑھے چھ بجے بن سرسانیکر کاری ذخیرہ پر چھاپہ مارینگے۔

——— لاہور ۹ مئی۔ آج ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم کے مطابق پولیس نے ٹھنڈی سڑک پر اسلحہ کی دو دکانوں سے تمام اسلحہ قبضہ میں کر لیا۔

——— لاہور ۹ مئی۔ ڈاکٹر گوپی چند بھارگو کو کل رات گرفتار کیا گیا ہے۔ مقدمہ کی سماعت ۱۲ مئی کو بورسٹل جیل میں ہوگی۔

——— لاہور ۸ مئی۔ پنڈت اندر مالک اخبار ارجن دہلی کو زیر دفعہ ۱۲۴ (الف) تعزیرات ہند ۹ ماہ قید سخت کی سزا دیگئی تھی۔ پنڈت جی نے ضمانت دینے یا صفائی پیش کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ آج ہائیکورٹ میں ڈاکٹر گوکل چند نارنگ نے درخواست کی۔ کہ پنڈت اندر کو ضمانت پر رہا کیا جائے۔ چنانچہ ہائیکورٹ نے آپ کو ۵ ہزار روپیہ کی ضمانت پر رہا کرنے کا حکم دیدیا۔

——— امرتسر ۸ مئی۔ ایڈیٹر اخبار سچا ڈھنڈورہ سے ڈیڑھ ہزار روپیہ کی نقد ضمانت طلب کی گئی۔ ایڈیٹر اخبار نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔

——— امرتسر ۹ مئی۔ باوثوق ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جن امدادی قومی سکولوں نے کانگریسی تحریک میں حصہ لیا ہے۔ اور ہڑتالیں کی ہیں۔ ان کی امداد رفتہ رفتہ بند کر دی جائے۔ نیز یہ تجویز بھی زیر غور ہے۔ کہ جن طلباء نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے۔ انہیں ہندوستان کی تمام یونیورسٹیوں سے خارج کیا جائے۔ تاکہ وہ تعلیم سے بالکل محروم رہ جائیں۔

——— بمبئی ۹ مئی۔ پروفیسر دھرمانند اور ایک اور والنٹیر کو پرتگیز حکومت نے ۸ تاریخ کو گرفتار کر لیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ پرتگیز حکومت نے احکام جاری کئے ہیں۔ کہ اس کے علاقہ میں ستیہ آگرہیوں کو نمک بیچنے کی اجازت نہ دی جائے

——— پشاور ۱۱ مئی۔ عید کے دن شہر میں تمام دکانیں بند تھیں۔ لوگوں نے نئے کپڑے نہیں پہنے۔ بلکہ ماتمی کالے بلے لگائے ہوئے تھے۔

——— امرتسر ۱۰ مئی۔ اصلی قومی درد۔ خالصہ پردیسی مالوہ پریس اور اکالی سے ضمانت طلب کی گئی ہے۔ یہ اخبارات اپنی اشاعت ملتوی کر دینگے۔

——— پشاور ۱۰ مئی۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ مفوبانہ ایجی ٹیشن کے سلسلے میں کل ۱۳۹ اشخاص گرفتار ہوئے ہیں۔ جن میں سے ۱۰ بدمعاش تھے۔

لاہور ۱۰ مئی۔ اس سے پیشتر ویر بھارت پیام جنگ اور اکالی سے بھی ضمانت طلب ہو چکی ہے۔ آج ایک بجے بعد دوپہر لاہور کے اخبار پرتاپ کو بھی نوٹس موصول ہوا ہے۔ کہ وہ اڑھائی ہزار روپیہ بطور ضمانت داخل کرے۔ اتنی ہی رقم کی ضمانت پرکاش سٹیم پریس سے جس میں کہ یہ اخبار چھپتا ہے۔ مانگی گئی ہے۔

——— کولمبو ۱۰ مئی۔ سیلون میں ایسا تباہ کن سیلاب آیا۔ جس کی نظیر ملک کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ سینکڑوں خاندان تباہ اور خانہ ویران ہو گئے۔ سرکاری کاروبار کو شدید نقصان پہونچا ہے۔ ریلوے لائن تقریباً بند ہو گئی ہے۔ اور سوائے جنوبی کولمبو کے باقی ماندہ تمام شہر جزیرہ سے منقطع ہو گیا ہے۔

——— امرتسر ۱۰ مئی۔ آج ایک سو اکالیوں کا پہلا جتھہ ماسٹر تارا سنگھ کی رہنمائی میں پشاور کو روانہ ہو گیا۔

——— کلکتہ ۱۰ مئی۔ افغانستان کے سردار غیاث الدین جنہیں کچھ عرصہ ہوا جبل پور جیل میں نظر بند کیا گیا تھا۔ ڈاک کے جہاز میں رنگوں بھیج دیئے گئے۔

——— شولا پور ۱۰ مئی۔ شام کو ایک چھوٹا سا گروہ پولیس چوکیوں میں داخل ہو گیا۔ اور چند یونیفارمیں اور فرنیچر باہر لا کر جلا دیا۔ مگر پولیس کے موقع پر پہونچنے سے پیشتر ہی ہجوم منتشر ہو گیا۔

——— گورنمنٹ ہند کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ مہاراجہ پٹیالہ کے خلاف جو الزامات لگائے گئے ہیں۔ ان کی تحقیقات کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مسٹر جے۔ اے اوگلوی پولیٹیکل ایجنٹ گورنر جنرل دریاست ہائے پنجاب کو مقرر کیا گیا ہے۔ یہ تحقیقات مہاراجہ پٹیالہ کی درخواست پر ہونے لگی ہے۔

——— کراچی ۱۰ مئی۔ مشہور پنجابی ہوا باز سردار منموہن سنگھ جو لنڈن سے بذریعہ ہوائی جہاز آغا خان کے انعام کو حاصل کرنے کے لئے لنڈن سے روانہ ہوا تھا۔ آج کراچی پہونچا۔ کراچی میونسپلٹی اور دیگر کئی سوسائٹیاں آپ کو ایڈریس دینگی۔

کیمپ ۱۰ مئی۔ عباس طیب جی کی صدارت میں بارڈولی تعلقہ کے ۱۲۸ گاؤں کے باشندگان کی ایک کانفرنس ہوئی۔ جس میں متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ اس وقت تک زر مالیہ ادا نہ کیا جائیگا۔ جب تک ادائگی کے لئے گاندھی جی اور سردار ولبھ بھائی پٹیل کی طرف سے ہدایت موصول نہیں ہوگی۔

الہ آباد ۱۰ مئی۔ پنڈت موتی لال نہرو کو چیف کمشنر صوبہ سرحد سے ایک تار موصول ہوا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ وہ کانگریس کی مقرر کردہ پشاور تحقیقاتی کمیٹی کو سرحد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

بریلی ۱۰ مئی۔ بھائی ڈیسائی سابق ممبر کونسل ضلع کیرا میں ڈکٹیٹر مقرر کئے گئے ہیں۔ جمبوسر تعلقہ اور ضلع بلسوچ کے ۵۰ گاؤں کے لوگوں نے فیصلہ کیا ہے کہ مالیہ ادا نہیں کریں گے